جلد ۱۷ | اخاء ۱۳۵۵ ہش | شمارہ ۱۰

اکتوبر ۱۹۷۶ء

تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

سالانہ اشتراک

پاکستان . . . . . دس روپے

بیرونی ممالک ہوائی ڈاک .... اسی روپے

〃 〃 بحری ڈاک ... چالیس روپے

قیمت فی پرچہ ایک روپیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

اخاء ۱۳۵۵ ہش

شوال سنہ ۱۳۹۶ ہجری اکتوبر سنہ ۱۹۷۶ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

قیمت سالانہ دس روپے

فی پرچہ ایک روپیہ

فہرست مضامین

مضمون	مصنف	صفحہ
• ازدیادِ ایمان کے لئے حضرت معاذؓ کی تجویز	ایڈیٹر	۳
• آقائے بلالؓ کا ایک استدلال اور بلالؓ کا جواب	،،	۹
• صحابۂ کرام کا اسوۂ حسنہ اختیار کرو	حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام	۱۰
• یَارَبِّ اَصْلِحْ حَالَ اُمَّۃِ سَیِّدِیْ (عربی نظم)	،، ،، ،، ،،	۱۱
• پائے تو لنگ منزل تو دراز (فارسی نظم)	،، ،، ،، ،،	۱۲
• درود شریف اور اسکی فضیلت	ایڈیٹر	۱۳
• آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دشمنوں سے سلوک	مکرم مولانا محمد منور صاحب سابق مبلغ مشرقی افریقہ حال ربوہ	۲۰
• حمد باری تعالیٰ (نظم)	مکرم جناب ثاقب زیروی صاحب مدیر رسالہ "لاہور"	۲۵
• الاحکام تحت ظلال القرآن	مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ احمدیہ ربوہ	۲۶
• اہم مرکزی اعلانات		۲۹
پروگرام سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ مرکزیہ	قائد عمومی	۳۱

پبلشر . . . . . . چوہدری محمد ابراہیم
مطبع . . . . . ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام . . . . دفتر ماہنامہ انصار اللہ
اشاعت . . . . . دارالصدر جنوبی ربوہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۷ | ماہنامہ اَنصارُ اللہ ربوہ | شمارہ ۱۰

اخاء ۱۳۵۵

(۱)

ازدیاد ایمان کے لیے حضرت معاذ کی تجویز

حضرت معاذؓ مدینہ کے خزرج قبیلہ سے تھے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں انہوں نے اسلام قبول کیا۔ یہ ان ستر خوش نصیبوں میں سے تھے جو عقبہ ثانیہ میں حاضر تھے۔ یعنی مدینہ کے اُن انصار میں سے تھے جنہوں نے ابتدائے اسلام میں مکہ کی ایک گھاٹی میں رات کی تنہائی میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ عہد کیا تھا کہ ہم اپنی جانوں کی طرح آپ کی حفاظت کریں گے۔ یہ تمام غزوات میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن میں قاضی اور معلم بنا کر بھیجا۔ اور جب روانہ ہونے لگے۔ تو انہیں پوچھا کہ اگر کوئی مسئلہ تمہیں درپیش ہوا تو کس طرح فیصلہ کرو گے۔ انہوں نے کہا کتاب اللہ کی روشنی میں اس کے بعد سنت نبوی سے راہ نمائی تلاش کروں گا۔ اس کے بعد اجتہاد سے کام لوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوعبیدہؓ بن جراح کے بعد شام میں انہیں عامل مقرر فرمایا تھا۔

ان کے عشق نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ ایک دن سواری پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے۔ حضورؐ نے آواز دی یا معاذ انہوں نے کہا لبّیک و سعدیک۔ میرے آقا میں حاضر اور میری خوش بختی کہ آپؐ نے مجھے یاد فرمایا۔ تین بار حضورؐ نے معاذ کو آواز دی۔ اور تینوں بار معاذ نے اسی انداز سے جواب دیا۔

لبیك و سعدیك . مَیں حاضر ہوں میرے آقا میں حاضر اور میری خوش بختی کہ آپؐ نے مجھے یاد فرمایا۔ حضورؐ نے فرمایا معاذؓ

مامن احدٍ یشھد ان لا الٰہ الّا اللّٰہ و ان محمداً رسول اللّٰہ من قلبہ الّا حرّمہ اللّٰہ علی النّار

(بخاری کتاب العلم باب من خصّ بالعلم قوماً دون قوم کراھیۃ ان لا یفھموا)

معاذؓ۔ کوئی بھی شخص جو صدق قلب سے گواہی دیتا ہے کہ خدا ایک ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ اسے جہنم میں داخل نہیں کرے گا۔

حضرت معاذؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا لوگوں کو خوشخبری نہ سنادوں۔ ارشاد ہوا پھر لوگ اسی پر تکیہ نہ کرلیں چنانچہ معاذؓ نے اپنی وفات کے وقت یہ حدیث اس لئے بیان کردی کہ ارشاد رسول کو چھپانے کا گناہ اپنے سر نہ لیں۔ اور اس باب کی دوسری حدیث اس طرح ہے۔ کہ معاذ نے کہا حضورؐ نے فرمایا جس نے اس حالت میں وفات پائی کہ وہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا تھا وہ جنت میں جائے گا۔

حضرت معاذؓ نے ۸۳ سال عمر پائی۔ جب آقائے معاذ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت معاذ کہتے ہیں حضورؐ کے وصال کے بعد دلوں کی کیفیت بدل سی گئی۔

حضرت معاذؓ نے سچ کہا کیفیت کیسے رہ سکتی تھی۔ کیا اس وقت کا مقابلہ کوئی دوسرا وقت کرسکتا ہے جب خدا کے فرشتوں کا نزول رات اور دن ہوتا تھا۔ جب محبوبِ خدا جو ما ینطق عن الھوٰی ان ھو الّا وحیٌ یوحٰی کے مصداق تھے اپنے عشاق کے جھرمٹ میں زبان ترجمان فیض سے آسمانی علوم کا انکشاف فرماتے تھے۔ جب صحابہؓ تازہ بتازہ خدا کے نشان دیکھتے تھے۔ اس سہانے وقت کی یاد میں ابوہریرہؓ مرغ بسمل کی طرح تڑپتے تھے۔ اور اس وقت کو یاد کرکے حسانؓ مدینہ کی گلیوں میں روتے پھرتے تھے اور یہ شعر ورد زبان ہوتا ہے

كنت السواد لناظری فعمی علیك الناظر

من شاء بعدك فلیمت فعلیك كنت احاذر

محمد رسول اللہ تو میری آنکھ کی پتلی تھی آج میری پتلی جاتی رہی اور دنیا میری آنکھوں میں اندھیر ہوگئی۔ اب جو چاہتا ہے آپ کے بعد فوت ہوجائے مجھے آپ کا ہی ڈر تھا۔

دیکھئے ان بھلے دنوں کا ہی ذکر کرکے مسیح پاک اپنے متبعین کو فرماتے ہیں

"ہمارے دوستوں کو کس نے بتایا ہے کہ زندگی بڑی لمبی ہے۔ موت کا کوئی وقت نہیں کہ کب سر پر ٹوٹ پڑے۔ اس لئے مناسب ہے کہ جو وقت ملے اسے غنیمت سمجھیں ... یہ ایام پھر نہ

ملیں گے۔ اور یہ کہانیاں رہ جائیں گی۔" (ملفوظات جلد اوّل ص۴۵۹)

تو حضرت معاذؓ وصال کے بعد دل کی کیفیت کو بدلنے کے لئے ان بھلے دنوں کا بیٹھ کر تذکرہ کیا کرتے بخاری میں ہے کہ وہ دوسرے صحابہؓ سے کہا کرتے

اجلس بنا نؤمن ساعۃ

بخاری کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس)

کہ آؤ بھائی دو گھڑی بیٹھ کر اپنے ایمان تازہ کریں۔ ایمان تازہ ہوتے ہیں۔ ایمان بڑھتے ہیں۔ نیک اور پاک صحبتوں اور مجالس میں بیٹھنے سے نیک اور پاک اقوال کے سننے سے اگر دل گداز ہو تو وعظ تاثیر دکھاتا ہے۔ دلوں کی کھیت درست ہے تو نیکی کا بیج ضرور بار آور ہوتا ہے حضرت مسیح پاک فرماتے ہیں۔

"صبر کی حقیقت میں سے یہ بھی ضروری بات ہے کونوا مع الصادقین صادقوں کی معیت میں رہنا ضروری ہے۔ بہت سے لوگ ہیں جو دور بیٹھے رہتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ کبھی آئیں گے اس وقت فرصت نہیں ہے۔" (ملفوظات جلد ا ص۱۹۲)

انصار کے لئے اس ازدیاد ایمان کا پھر ایک موقعہ اس ماہ کے آخر میں مہیا کیا جا رہا ہے۔ آپ کے سالانہ اجتماع کا آغاز دعاؤں کے ماحول میں ہوتا ہے اس اجتماع میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فداہ نفسی و نفوس العالمین کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر ہوتی ہیں۔ صحابہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگیوں پر مضمون پڑھے جاتے ہیں۔ کتنے ایمان پرور ہوتے ہیں یہ لمحات اور کتنی خوشگوار ہوتی ہیں یہ گھڑیاں۔ ہم امام وقت کے ارشادات سے مستفیض ہوتے ہیں۔ عشاق کئی ماہ سے اپنے امام کے دیدار سے محروم ہیں۔ وہ آئیں اور اپنے ایمانوں کو تازہ کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اس بار بار کی ملاقات کی اہمیت اور افادیت کو سمجھانے کے لئے قصاب کی چھریاں رگڑنے کی شکل دیا کرتے تھے۔ کہ قصاب چھریوں کو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اس لئے رگڑتا ہے کہ جو چربی کی تہہ جم گئی ہے اسے دور کر دے۔ پس دلوں کے زنگ دور کرنے کے لئے انہیں جلا دینے کے لئے بار بار ایسی مجالس میں آنا ضروری ہے۔ مرکز میں آتے رہنا اور بار بار آنا اور پھر ایسے موقعہ پر جب اجتماعی دعاؤں کے مواقع میسر ہوں غنیمت جاننا چاہیئے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو یہاں تک فرماتے ہیں:۔

"ہنوز لوگ ہمارے اغراض سے واقف نہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں کہ وہ کیا بن جائیں۔ وہ غرض جو ہم چاہتے ہیں اور جس کے لئے ہمیں خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے وہ پوری نہیں ہو سکتی جب تک لوگ یہاں بار بار نہ آئیں۔ اور آنے سے ذرا بھی نہ اکتائیں"

(ملفوظات جلد ا ص۵۵۹)

پس آئیے ہم خدا کے برگزیدہ رسول کے ارشادات سنکر خدائے پاک کے کلام کی تفسیر سنکر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات زندگی سنکر اور اپنے پیارے امام کی زیارت اور روح پرور کلمات سنکر اپنے ایمانوں کو تازہ کریں۔ مبارک ہیں یہ دن جن میں خدا کا ذکر بلند کیا جاتا ہے اور مبارک ہیں وہ لوگ جو ان لمحات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

(۲)

سبق فراموش نہ کیجئے

جامعہ احمدیہ کے طالب علمی کے ایام تھے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ ہمارے استاد تھے۔ آپ اپنی ذاتی لائبریری سے بعض طلباء کو کتب مطالعہ کے لئے دیتے۔ آپ نے تصوف پر ایک کتاب طالب علم کو مطالعہ کے لئے عنایت فرمائی۔ ایک دو دن میں کتاب ختم کر کے وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مزید کتاب دینے کے لئے عرض کی۔ آپ نے فرمایا۔ کبھی حیوان کو نہیں دیکھا کہ چارہ کھانے کے بعد بیٹھ کر جگالی کرتا ہے۔ وہ معدہ سے غذا نکال نکال کر چبا کر پھر معدہ میں لے جاتا ہے۔ تا چارہ ہضم ہو جائے جو پڑھا اب جا کر اس کی جگالی کرو۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا یہ ارشاد کتنا درست تھا۔ کتنا لطیف سبق آپ نے سکھلایا۔ تعلیم و تربیت درس و تدریس ہر ایک میں یہ اصول جاری رہنا چاہیئے۔ جو پڑھا اس پر غور و فکر کر کے اس پر عمل ہو۔ اگر تربیت، مشق یا تعلیم کے بعد اس پر عمل نہیں۔ اس پر غور و فکر نہیں تو اس تربیت و تدریس کا کیا فائدہ۔

رمضان کا مبارک مہینہ تربیت کا مہینہ ہے۔ رمضان نے ہمیں کچھ درس دیئے۔ رمضان سے ہم نے کچھ سیکھا۔ اس میں ہم نے خدا کے لئے حلال چیزوں کو بھی ترک کرنا سیکھا۔ اس مہینہ میں ہم نے گناہوں کو ترک کرنے اور نیکیاں کمانے کا سبق پڑھا۔ اس مبارک مہینہ میں قرآن پر تدبر اور اس کی تلاوت کا مزہ پایا۔ کیا یہ دن گزرنے کے بعد ان سبقوں کو ہم سال بھر دہراتے نہیں رہیں گے۔ کیا ان امور کی ضرورت صرف رمضان کے دنوں میں تھی۔ یہ دن رخصت ہوتے تو یہ سب اسباق بھی بھول جائیں گے۔ پھر ان ایام سے ہم نے کیا سیکھا ضرورت ہے کہ اس کثرت سے اگر نہیں تو اس پابندی اور التزام سے قرآن مجید کی تلاوت اور اس پر تدبر کرتے رہیں۔ تہجد کی جو تربیت اس مہینہ میں پائی اسے بھول نہ جائیں کہ خدائے ذوالعرش اپنے کلام میں فرماتا ہے

إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيلًا

کہ رات کی عبادت نفس کو مارنے کے لئے اور بات میں تاثیر کے لئے بڑی ضروری ہے۔

پس رمضان میں جو تربیت کے اسباق ہم نے سیکھے اسے نہ بھولئے۔ ان اسباق کو دہراتے رہیئے۔ اگر دل گداز ہے۔ قیام لیل کی عادت ہے تو آپ کو لیلۃ القدر پھر بھی نصیب ہو سکتی ہے حضرت ابن مسعودؓ کا قول پچھلے پرچہ میں نقل کر چکا ہوں۔ جس میں انہوں نے فرمایا تھا کہ یہ رات سال میں کسی وقت بھی میسر آسکتی ہے۔ جب خدا کہتا ہے کہ ایک تہائی رات گزر جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ نچلے آسمان پر اتر کر کہتا ہے۔ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش مانگے۔ کوئی ہے جو مجھ سے طلب کرے۔ تو پھر ہر رات سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ خدا کے خزانے نہ ختم ہونے والے ہیں اس کی برکتیں اور رحمتیں لامحدود ہیں۔ وہ رمضان کے ساتھ ختم نہیں ہوگئیں۔ شرط یہ ہے کہ ہم نہ تھک جائیں۔ ہم اثنائے راہ بیٹھ نہ جائیں۔ ہم یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ ہم منزل پر پہنچ گئے ہیں۔ اب کسی تگ و دو کی ضرورت نہیں مسیح پاک فرماتے ہیں:۔

"مبارک ہیں وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں تھکتے نہیں کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک ہیں وہ اندھے جو دعاؤں میں سست نہیں ہوتے۔ کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں۔ کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے۔ مبارک تم جبکہ دعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے۔ اور تمہاری روح دعا کے لئے پگھلتی اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینہ میں ایک آگ پیدا کرتی ہے۔ اور تمہیں تنہائی کا ذوق اٹھانے کے لئے اندھیری کوٹھڑیوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے۔ اور تمہیں بے تاب اور دیوانہ اور از خود رفتہ بنا دیتی ہے۔ کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جاوے گا۔ (لیکچر سیالکوٹ)

پس خدا کے فضل کو پانے کے لئے استقلال اور مداومت کی ضرورت ہے۔ قرب خداوندی کا کوئی کنارہ نہیں بلکہ اس کا قرب اشتیاق کو اور بڑھاتا ہے ؎

ہر کہ عارف تر است ترساں تر

جتنا زیادہ کوئی خدا کو جانتا ہے اتنا ہی وہ خدا سے زیادہ ڈرتا ہے۔ جنتیوں کی صفت قرآن مجید میں یہ بیان کی گئی ہے۔ لایمسنا فیھا نصب وہ تھکیں گے نہیں۔ پس رمضان کی تربیت نے تو مشقت کا عادی بنا دیا سستیاں، غفلت اور کوتاہیوں کے لحاف کو پھاڑ کر ہم خدا کے حضور کھڑے ہو گئے تھے۔ اب سستی کو پاس نہ پھٹکنے دیں۔ جو تربیت حاصل کی ہے اسے رائیگاں نہ جانے دیں۔ جو روحانی کھانا کھایا اس کی جگالی کرتے رہیں وباللہ التوفیق

~~~(۳)~~~

اس گھر کو آگ لگ گئی

لبنان میں جو کچھ ہوا اس پر ہر مسلمان کا دل خون کے آنسو رلاتا ہے۔ مسلمان وہاں اکثریت میں تھے۔ لیکن انہیں
~~~

بے دست و پا اقلیت میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ فلسطینی مہاجرین کا کبھی ایک ملک میں قتل عام ہوا کبھی دوسرے ملک میں غیر سے کیا شکوہ کہ وہ تو غیر ہے۔ اپنے کیا کر رہے ہیں سے

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم ۔ کہ بامن ہر چہ کرد آں آشنا کرد

صرف دو روز کی نوائے وقت کے ہی کچھ اقتباسات ملاحظہ ہوں۔ نوائے وقت ۸ ستمبر ۱۹۷۶ء لکھتا ہے۔

"لبنان میں فلسطینیوں اور بائیں بازو کے مسلمانوں کے خلاف اسرائیلی بحریہ امریکہ، شام اور لبنانی عیسائیوں سے تعاون کر رہی ہے۔ اور اس تعاون میں عیسائیوں کے زیر قبضہ جونیہ کی بندرگاہ پر اسرائیلی گولہ بارود کے ذخائر اور ہتھیار پہنچانا بھی شامل ہے۔ لنڈن کے جریدہ اکانومسٹ کی حالیہ رپورٹ کے مطابق اس تعاون میں فلسطینیوں اور لبنانی مسلمانوں کے زیر قبضہ طائر اور سیدون کی بندرگاہوں پر جزوی ناکہ بندی بھی شامل ہے۔ ابتداً یہ ناکہ بندی شامی فوجوں نے کی تھی۔ لیکن جولائی کے اختتام پر جب مقامی فوجی سیدون سے واپس بلائے گئے تو شامی جہاز شمال کی طرف چلے گئے۔ اور یہ فرائض اسرائیل نے سنبھال لئے۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ شامی جہازوں نے مسلمانوں کے زیر قبضہ ٹریپولی کی بندرگاہ کی ناکہ بندی کر رکھی ہے۔ اور اسرائیل طائر اور سیدون کی ناکہ بندی کئے ہوئے ہیں۔"

(نوائے وقت ۸ ستمبر ۱۹۷۶ء ص۱)

اور اسی صفحہ پر دوسری خبر اس عنوان کے تحت درج ہے۔

"لبنان کے عیسائیوں، اعتدال پسند مسلمانوں اور اسرائیل میں خفیہ معاہدے کی افواہیں"

"جریدہ ٹائم نے یہ انکشاف کیا ہے کہ لبنانی مسلمانوں اور عیسائیوں کی ایک بٹالین اس وقت اسرائیل میں زیر تربیت ہے۔" (نوائے وقت ۸ ستمبر ۱۹۷۶ء ص۱)

اور ۹ ستمبر کے نوائے وقت میں زیڈ اے سلہری کا مضمون "ایں ہمہ آوردہ تست" کے چند فقرے ملاحظہ ہوں۔

"اگر عیسائیوں کو شام کی شہ نہ ہوتی تو وہ فلسطینی مجاہدوں کے کیمپوں کو تباہ نہ کر سکتے!... شرم سے ڈوب مرنے کا مقام تو یہ ہے کہ جہاں شام کی افواج لبنان کی چار جہات میں پھیلی ہوئی ہیں وہاں اسرائیل نے اس پیش رفت پر کوئی اعتراض نہیں کیا... اب اس معمے کا ایک ہی حل ہے کہ امریکہ کے ذریعہ دمشق اور تل ابیب میں کوئی ایسی مفاہمت ہو چکی ہے کہ اسرائیل کو لبنان میں شامی یورش قابلِ اعتراض نہیں رہی!"

اس کے بعد تو پانی سر سے گزر چکا ہے۔ اب تو جو کچھ ہو رہا ہے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں اور یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ ذاتی مفاد اور باہمی آویزشوں کی بنا پر قومی اور ملی مفاد کو قربان کیا جا رہا ہے۔ اور اللہ خیر دن میں ذرہ بھی غیرت بھی نہ کا احساس کوئی سمجھے؟

ما اتٰکم الرسول فخذوہ

آقائے بلالؓ کا ایک استدلال اور بلالؓ کا جواب

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لبلالٍ صلٰوۃ الغداۃ یا بلال حدّثنی بارجٰی عملٍ عملتہ عندک فی الاسلام منفعۃ فانی سمعت اللیلۃ خشف نعلیک بین یدی فی الجنۃ قال قال بلالؓ ما عملت عملاً فی الاسلام ارجٰی عندی منفعۃ من انی لا اتطہر طھوراً تاماً فی ساعۃٍ من لیلٍ ولا نہارٍ الّا صلّیت بذلک الطھور ما کتب اللّٰہ لی ان اصلی (مسلم کتاب الفضائل فضائل بلال رضی اللّٰہ عنہ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے وقت بلالؓ سے کہا مجھے یہ تو بتلاؤ کہ تمہارے نزدیک اسلام میں سب سے منفعت بخش عمل تم نے کیا کیا۔ کیونکہ میں نے آج رات جنت میں تیرے پاؤں کی آہٹ اپنے ساتھ ساتھ محسوس کی۔ بلالؓ نے عرض کی یا رسول اللہ اس سے نفع بخش عمل میرا اور کیا ہو سکتا ہے کہ دن اور رات میں جب بھی میں نے مکمل وضو کیا اس وقت میں نے جتنی خدا نے میرے لئے مقدر کی تھی نماز پڑھی۔

اس حدیث سے جہاں بلالؓ کا شرف اور فضیلت ظاہر ہوتی ہے وہاں ہمارے لئے کئی سبق ہیں۔ اور وہ یہ کہ:

۱۔ جنت جو نام ہے خدا کی رضا کا یہ حاصل ہوتی ہے عبادت اور ظاہری و باطنی طہارت سے

۲۔ وضو اپنی ذات میں عبادت ہے اس لئے لاپرواہی سے نہیں بلکہ پوری شرائط اور احتیاط کے ساتھ اسے کرنا چاہیئے کہ وضو معنوی رنگ میں ایک عہد ہے۔ ہم ہر عضو کو دھو کر اپنے خدا سے عہد کرتے ہیں کہ آئندہ اس سے گناہ سرزد نہ ہوگا۔

۳۔ وضو کے بعد تحیۃ الوضو یعنی نفل ادا کرنا۔ حدیث میں آیا ہے کہ میرا بندہ نوافل کی ادائیگی سے میرے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس کے ہاتھ پیر ہو جاتا ہوں۔ مراد خدا کا انتہائی قرب ہے۔ پس باوضو رہنے کی کوشش کرنا اور ہر وضو کے وقت نفل ادا کرنا بلالؓ کا سب سے نفع مند سودا تھا۔

(کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

صحابہ کرامؓ کا اسوۂ حسنہ اختیار کرو

(تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۹۰۶ء)

"نہ کسی سے لڑو نہ جھگڑو جو لوگ گالیاں دینے والے ہوں انکے پاس چپکے سے گزر جاؤ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اذا مروا باللغو مروا کراماً۔ خدا کے سچے مخلص بن جاؤ۔ خدا بے خبر نہیں۔ اس کو ہر بات کی خبر ہے جہاں دو ہوتے ہیں وہاں تیسرا خدا انکو دیکھتا ہے اور جہاں تین ہیں اس جگہ چوتھا خدا بھی موجود ہے۔ اگر تمہارے نفسانی جوش غالب رہیں اور تم بھی دوسروں کی مانند بد زبانی کرو اور یہی خواہش کرو کہ ہمارے ارادے پورے ہو جائیں تو پھر تم میں اور دوسروں میں کیا فرق ہو گا۔ ایسا نمونہ دکھلاؤ کہ مخالف شرمندہ ہو جائے نیکی کے ساتھ دوسروں کو شرمندہ کرو۔ خدا نے ہمیں فرمایا ہے کہ ان کے ساتھ اور نرمی کے ساتھ اپنا کام کریں ساری مصیبتیں بلائیں برداشت کرو اور اپنا معاملہ خدا پر چھوڑو۔ یقیناً سمجھو کہ جو شخص ہر ایک حملہ کے وقت صبر کرتا ہے اور انتقام کو خدا پر چھوڑتا ہے خدا اس پر نظر رکھتا ہے اور اسکو ہرگز ضائع نہیں کرتا۔ دنیا اگر تم پر ہنسی کرے تو بے شک کرے۔ تم دنیا کی ہنسی کی پرواہ نہ کرو۔ اور یاد رکھو خدا پرانا نہیں ہو گیا اور نہ بوڑھا ہو کر بے طاقت ہو گیا ہے بلکہ وہ وہی قادر و توانا خدا ہے جو موسیٰ کے وقت میں تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تھا۔ اس کی طاقتوں میں کچھ فرق نہیں آگیا۔ یاد رکھو کہ جو کچھ میں نے کہا ہے جو اس پر عمل نہ کرے وہ میری جماعت میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ دین کی حکمت عملی کو خوب جانتا ہے۔ بہت لوگ شکایت کے رنگ میں خط لکھتے ہیں کہ ہم فلاں مسجد سے نکالے گئے ایسا موقعہ پر صبر کرنا چاہیئے۔ اگر تم دشمنوں سے دکھ اٹھاتے ہو تو صحابہؓ کی طرف نظر کر کے دیکھو انکے تو خون گرائے گئے تھے دیکھو انسان خدا کو کس طرح راضی کر سکتا ہے اس کی رضامندی کی راہ کے واسطے صحابہ کرامؓ کا اسوۂ حسنہ اختیار کرو۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی کلام

فَیَا رَبِّ اَصْلِحْ حَالَ اُمَّةِ سَیِّدِیْ

اے میرے رب میرے آقا کی امت کی حالت کو بہتر کر دے۔

امتِ رسولِ بطحا کے واسطے ایک دردمند دل کی منظوم دعا کے چند اشعار نقل کئے جاتے ہیں۔ ایک ایک شعر سے امت کے لئے درد اور کرب کا جہاں اظہار ہوتا ہے وہاں خدا کی رحمت کو جوش میں لانے کے انداز کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ خدا کی تقدیر کو لانے کے لئے بھی خدا سے دردمندانہ التجا چاہیئے۔ وہ قادر ہے ہر چیز پہ قادر ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند جلیل یوں عرض گزار ہیں۔

فَیَا رَبِّ اَصْلِحْ حَالَ اُمَّةِ سَیِّدِیْ
میرے رب میرے سردار کی امت کے حال کی اصلاح کر

وَعِنْدَكَ هَيْنٌ عِنْدَنَا مُتَعَسِّرٌ
اور جو ہمارے لئے مشکل ہے تیرے لئے آسان ہے

وَلَيْسَ بِرَاقٍ قَبْلَ اَنْ تَاْخُذَنْ يَدًا
اور تیری دستگیری کے سوا کوئی اوپر نہیں جا سکتا

وَلَيْسَ بِسَاقٍ قَبْلَ كَاْسٍ تُقَدِّرُ
اور کوئی پانی پلانے والا نہیں جب تک کہ تو پیالہ مقدر نہ کرے

وَقَدْ نُشِّرَتْ ذَرَّاتُنَا مِنْ مَصَائِبٍ
اور مصائب کی وجہ سے ہمارے ذرات منتشر کئے گئے ہیں

وَمِتْنَا فَلَا تَذْكُرْ ذُنُوْبًا تَنَظَّرُ
اور ہم مر چکے ہیں پس ہمارے گناہ جو تو دیکھ رہا ہے یاد نہ کر

وَلَا تُخْرِجَنْ سَيْفًا طَوِيْلًا لِقَتْلِنَا
اور ہمیں قتل کرنے کے لئے بڑی تلوار نہ نکال

وَتُبْ وَاعْفُوَنْ يَا رَبِّ قَوْمٍ صُغِّرُوْا
اور نظر کرم فرما اور معاف کر اے ذلیل کئے ہوئے لوگوں کے رب

وَاِنْ تُهْلِكْنَا يَا رَبَّنَا بِذُنُوْبِنَا
اے ہمارے رب اگر تو ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہمیں ہلاک کرے گا

فَنَفْنٰى بِمَوْتِ الْخِزْيِ وَالْخَصْمُ يَبْطَرُ
تو ہم ذلت کی موت سے فنا ہو جائیں گے اور دشمن فخر کرے گا۔

—— (حمامة البشرى) ——

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام

پائے تو لنگ منزلِ تو دراز
(تیرا پاؤں لنگڑا ہے اور منزل دور ہے)

ماموِر زمانہ کی کتاب براہین احمدیہ سے عقل کی کوتاہی کے بارہ میں آپ کی ایک لمبی نظم کے چند اشعار پیش ہیں۔ خلاصہ ان کا یہ ہے کہ اللہ کے فضلوں سے ہی اس کی رضا نصیب ہو سکتی ہے عقل کے زور سے اس کی راہوں کو تلاش نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ آسمانی روشنی ہی اس کی راہ کی نشان دہی کرتی ہے۔ ورنہ انسانی کاوش تو ناقص ہے۔ اور اس کے قرب کی منزل بہت دور ہے۔

آخر اے لاف زن ز عقل و خرد — ہوش کن پا منہ بروں از حد

اے عقل و خرد کی لاف وگزاف مارنے والے ہوش میں آ۔ اور حد سے پاؤں باہر نہ رکھ

دم زدن در خیال ہائے محال — ہست شوریدہ مشربی و ضلال

ناممکن باتوں کے دعوے کرنا۔ بد اطواری اور گمراہی ہے۔

ہر کہ رخت افگند بہ ویرانہ — مے نماید بتر ز دیوانہ!

جو شخص ویرانوں میں اپنا ٹھکانا بناتا ہے۔ وہ پاگلوں سے بھی بڑھ کر ہے۔

چوں چنیں سر زنی ز راہِ صواب — چہ ندانی کہ آخر است حساب

تو نیکی کے راستے سے اس طرح کیوں انکار کرتا ہے۔ کیا نہیں جانتا کہ آخر کار حساب دینا پڑے گا۔

پائے تو لنگ منزلِ تو دراز — ترسمت چوں رسی ازیں تگ و تاز

تیرا پیر لنگڑا اور منزل دور ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ اس حالت میں تو منزل پر کیونکر پہونچے گا۔

— (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۳۰۰) —

درود شریف اور اس کی فضیلت

یہ مضمون خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے یک روزہ سالانہ اجتماع اپریل ۱۹۷۶ء منعقدہ ربوہ میں پڑھا گیا۔

مسلم کی حدیث ہے راوی اس کے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ہیں

انّه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلّوا علىّ فانّه من صلّى علىّ صلاةً صلى الله عليه بها عشراً ثم سلوا الله لي الوسيلة فانّها منزلة في الجنة لا تنبغي الّا لعبدٍ من عباد الله وارجو ان اكون انا هو فمن سأل لي الوسيلة حلّت عليه الشفاعة۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب القول مثل قول المؤذن)

کہ انہوں نے سنا نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ جب تم مؤذن کو سنو تو جس طرح وہ کہتا ہو کہو۔ یعنی الفاظ اذان دہراؤ۔ پھر مجھ پر درود بھیجو۔ یا یہ کہہ لیجئے کہ میرے لئے دعا کرو۔ کیونکہ جس نے ایک دفعہ میرے لئے رحمت طلب کی۔ اللہ اس کی جزا کے طور پر دس بار اس پر رحمت نازل کرے گا۔ پھر میرے لئے خدا سے وسیلہ مانگو کیونکہ وسیلہ جنت کا ایک مقام اور مرتبہ ہے۔ جو اللہ کے بندوں میں سے ہی کسی کو مل سکتا ہے۔ اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں۔ پس جس نے میرے لئے خدا سے وسیلہ مانگا اسے میری شفاعت میسر ہوگی۔

یہی حدیث امام ترمذی بھی لائے ہیں لیکن اس میں وسیلہ کے معنی حضور سے مروی نہیں۔ شارحین نے وسیلہ کے معنی یہی کئے ہیں جنت کا ایک مرتبہ یا یہ کہا کہ فرشتوں کے نزدیک ایک مرتبہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں وابتغوا الیہ الوسیلۃ سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی لئے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آج خدا کا قرب بجز حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نہیں مل سکتا۔ اسی لئے آپ فرماتے ہیں ؎

و اللّٰہ انّ محمداً کردافلۃ ؕ و بہٖ الوصول بسدۃ السلطان

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ ارشاد رسول ہے کہ اذان کے وقت جو دعا کی جائے وہ مقبول بارگاہِ احدیت ہوتی ہے۔ فرمایا۔

اثنتان دعاء ان لا یردّ ان او قلما یردّ ان الدعاء عند الاذان والدعاء عند المطر

پس اذان کے بعد درود اور اذان سننے کے بعد کی دعا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے وسیلہ طلب کرنا اللہ کی رحمتوں کے دس گنا نزول اور شفاعت کا مستحق بنا دیتا ہے۔

دوسری حدیث:۔

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

البخیل الذی من ذکرت عندہ فلم یصلّ علیّ

(ترمذی ابواب الدعوات)

وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا۔

وہ محسن انسانیت جس نے بشر کا درجہ بلند کر دیا۔ جس نے انسان کو مسجود ملائک بنایا اور جس نے ہم سے اتنا پیار کیا کہ ساری ساری رات ہمارے لئے دعائیں کیں جس نے امت کے لئے اس طرح دعائیں کیں کہ ہاتھ آسمان کی طرف تھے اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ اور زبان پر یہ الفاظ تھے اَللّٰھُمَّ اُمّتی اللّٰھُمَّ اُمّتی - اللہ میری امت پر رحم فرما۔ میری امت پر رحم فرما۔ جب اس کا نام آئے تو کیوں نہ دل کی گہرائیوں سے یہ صدا آئے۔

اللّٰھُمَّ صلّ علیٰ محمدٍ وعلیٰ اٰل محمدٍ وبارکْ وسلّم انّک حمیدٌ مجید۔

تیسری حدیث:۔

شمع محمدی کے پروانے حضرت ابو ہریرہؓ روایت بیان کرتے ہیں۔

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما جلس قومٌ مجلساً لم یذکروا اللہ فیہ ولم یصلّوا علیٰ نبیّھم الّا کان علیھم ترۃً فان شاء عذّبھم وان شاء غفرلھم

(ترمذی ابواب الدعوات باب ما جاء فی القوم یجلسون ولا یذکرون اللہ)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی قوم جو کسی مجلس میں بیٹھتی ہے وہ اللہ کا ذکر نہیں کرتے نہ اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو یہ ان کے لئے حسرت

ندامت اور خسارہ کا موجب ہوگا۔ وہ احکم الحاکمین چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔

پس ہر مجلس جس میں مسلمان بیٹھیں ہر اجتماع جہاں محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا جمع ہوں ان کی مجلس کی فضا درود سے معطر ہو۔

چوتھی حدیث :

محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے در سے چمٹے رہنے والے ابوہریرہؓ سے ایک اور حدیث سنیئے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رغم انف رجل ذکرت عندہ فلم یصل علیّ ورغم انف رجل دخل علیہ رمضان ثم انسلخ قبل ان یغفر لہ ورغم انف رجل ادرک عندہ ابواہ الکبر فلم یدخلاہ الجنۃ (ابواب الدعوات ترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کا ناک خاک آلود جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔ اور خاک آلود ہو اس شخص کا ناک جسے رمضان میسر آیا لیکن وہ گزر گیا اور اس کے گناہ نہ بخشے گئے۔ اور اس شخص کا ناک بھی خاک آلود ہو جس کے ماں باپ اس کی زندگی میں بوڑھے ہوئے اور وہ بھی اسے جنت میں داخل نہ کر سکے یعنی ان کی خدمت کرکے اس نے خدا کی رضا حاصل نہ کی۔

پانچویں حدیث :

اوس بن اوس روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فاکثروا علیّ من الصلوۃ فیہ فان صلاتکم معروضۃ علیّ (ابوداؤد)

کہ مسلمانو! تمہارے دنوں میں سے افضل دن جمعہ کا دن ہے۔ پس اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو کیونکہ تمہارے درود۔ اور تمہاری دعائیں میرے سامنے پیش کی جائیں گی۔

ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ اپنے محبوب کی خدمت میں کوئی ہدیہ پیش کیا جائے۔ حالانکہ بسا اوقات وہ ہدیہ اس تک پہنچتا بھی نہیں۔ اور یہاں تو آپ کا بھیجا ہوا درود اس شاہ جہاں کی خدمت میں فرشتے پیش بھی کرتے ہیں۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات پڑھتے ہیں۔ تو کئی دفعہ خواہش ہوتی ہے۔ اے کاش ہم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوتے۔ خدا کی تقدیر تھی کہ ہم اس خوش قسمت کو نہ پا سکے۔ لیکن یہ باعث اطمینان اور مسرت ہے کہ ہمارے

درود داور حضورؐ کے لئے رکی ہوئی دعائیں ان کی خدمت میں پیش ہونگی اور یہاں فاصلہ کی دوری حائل نہیں ہوگی۔ وہ اصدق الصادقین فرماتے ہیں۔

صلّوا علیّ فان صلاتکم تبلغنی حیث کنتم (ابوداؤد)

بھیجو مجھ پر درود کہ جہاں تم ہوگے تمہارے درود مجھے پہنچ جائیں گے۔

چھٹی حدیث:-

درود قبولیت دعا کے لئے موجب ہے۔

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ ایک شخص نماز میں دعا کر رہا تھا۔ لیکن نہ اس نے اللہ تعالے کی بزرگی بیان کی نہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص نے جلد بازی کی۔ پھر اسے بلایا تو راوی کہتے ہیں اسے یا کسی دوسرے کو فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو خدا کی تحمید اور ثنا سے آغاز کرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ پھر جو چاہے دعا کرے۔ (ابوداؤد و ترمذی)

امام نووی علیہ الرحمۃ اس حدیث کو الصلوٰۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت لائے ہیں کہ حضورؐ پر درود کا کیا ثواب اور فضیلت ہے۔ یہ حدیث بتاتی ہے کہ خدا اس کی سنتا ہے۔ جو دعا کے شروع میں خدا کی تحمید و تمجید کرتا ہے۔ پھر درود پڑھتا ہے۔

پس دعا کا آغاز خدا کی تحمید اور اس کے محبوب پر درود سے کیجئے اور پھر خدا سے دعا مانگئے اور آخر میں پھر خدا کی تحمید اور اس کے محبوب پر درود بھیجئے کہ اس طرح آپ کی دعا مقبول بارگاہ الٰہی ہوگی۔

ساتویں حدیث:-

حضورؐ پر درود بھیجئے آپ کی مرادیں پوری ہونگی۔ آپ کا ہمّ وغم دور ہوگا۔ اور خدا کی مغفرت نصیب ہوگی۔ حدیث ہے۔ ابی بن کعب کے بیٹے طفیل اپنے باپ ابی سے روایت کرتے ہیں کہ جب دو تہائی رات گذر جاتی حضورؐ اٹھ کھڑے ہوتے اور فرماتے اے لوگو خدا کا ذکر کرو۔ خدا کو یاد کرو۔ ہلا دینے والی گھڑی آگئی اور اس کے پیچھے بھی ویسی ہی مصیبت کھڑی ہے۔ موت اپنے جلو میں تباہی لا رہی ہے مصائب لا رہی ہے (مفسرین نے یہاں عذاب قبر اور حساب کتاب بھی مراد لیا ہے جو موت کے ساتھ شروع ہونگے) طفیل کہتے ہیں میرے باپ نے عرض کی کہ اے خدا کے رسول میں آپ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوں۔ میں زیادہ دعا آپ کے لئے کرتا ہوں تو میں اپنی دعاؤں سے کتنا حصہ آپ کے لئے صرف کروں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا تو چاہے۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری چوتھائی دعائیں آپ کے لئے ہوں۔ حضور

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قدر تو چاہے اگر تو اس سے بھی زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ مَیں نے عرض کی دعا کا نصف آپ کے لئے ہو؟ فرمایا جتنی تو چاہے اور اگر نصف سے بھی زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ دو تہائی دعا آپ کے لئے ہو فرمایا جتنی تو چاہے۔ اگر اس سے بھی زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ساری دعا میری آپ کے لئے ہی ہوگی۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر ایسا کرے گا تو خدا تعالےٰ تیرا ہم و غم دور فرمائے گا۔ اور تیرے گناہ بخش دے گا۔　　(ترمذی ابواب صفۃ القیامۃ)

احادیث کی شرح سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں دعا ہی مراد ہے۔ ورنہ نماز میں سورۂ فاتحہ اور قرآن مجید کا کچھ حصہ پڑھنا ضروری ہے۔ چنانچہ مفاتیح میں اس حدیث کی شرح میں کہا گیا ہے۔

اذا صرفت جمیع ازمان دعائك فی الصلوٰۃ علی اعطیت مراد الدنیا والاخرۃ کہ جب نماز کے تمام ارکان میں ساری دعائیں تیرے لئے وقف ہونگی تو تُو دونوں جہان میں مراد پا گیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الدعوات میں باب باندھا ہے الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کعب بن عجرۃ ابو سعید خدری ابو حمید الساعدی نے الگ الگ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ پر درود کیسے بھیجیں تو تینوں صحابہ کو جو درود حضورؐ نے بتایا ان کے الفاظ الگ الگ ہیں اور اس سے بھی یہی استدلال ہوتا ہے کہ اس میں دعا ہی مراد ہے۔ جسے عربی لفظ صلوٰۃ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جو کیف نصلّی علیك کے جواب میں حضورؐ نے فرمایا۔

اور اس میں کیا شک ہے کہ ہماری دعاؤں کے سب سے زیادہ مستحق ہمارے ماں باپ سے زیادہ۔ اولاد سے زیادہ سب اعزہ و اقارب سے زیادہ مستحق وہ برگزیدہ ہستی ہے جس سے سب سے بڑھ کر محبت کرنا تقاضائے ایمان ہے کہ ارشاد رسول ہے۔

لا یومن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین　　(بخاری)

کہ اس وقت تک ایمان کا دعوےٰ ہی عبث ہے۔ جب تک خدا کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں ماں باپ اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

آٹھویں حدیث

محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اس صلوٰۃ و سلام اور دعا کا ایک اور نظارہ کیجئے۔

ابو تمیم ہجیمی روایت کرتے ہیں کہ میرے قبیلہ کا ایک آدمی روایت کرتا ہے۔ کہ میں حضور کی زیارت کے

قصد سے آیا۔ ایک مجلس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کچھ صلح کروا رہے تھے۔ میں یہ نہ جان سکا کہ حضورؐ کون ہیں۔ جب مجلس برخواست ہوئی تو ایک شخص نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب ہوکر کہا یا رسول اللہ اب مجھے پتہ چل گیا۔ کہ رسول اللہ کون ہیں۔ میں نے اب حضور کی طرف مخاطب ہوکر کہا علیك السلام یا رسول اللہ۔ علیك السلام یا رسول اللہ۔ علیك السلام یا رسول اللہ۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مردہ کا سلام ہے کہو السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔

(ترمذی ابواب الاستیذان والاداب باب ما جاء فی کراھیة ان یقول علیك السلام مبتدءًا)

مؤخر الذکر دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف یہ کہ ہم درود شریف کے معین الفاظ ہی نماز میں پڑھیں بلکہ ہماری دعائیں بھی ہمارے پیارے آقا محبوب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوں

راقم آثم کو قادیان میں ایک دفعہ حضرت مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا اور مجھے آج تک یاد ہے کہ التحیات میں حضرت مولوی صاحب جب اس فقرہ پر آئے۔ السلام علیك ایھا النبی تو آپ بار بار کہتے تھے۔ السلام علیك ایھا النبی۔ السلام علیك ایھا النبی

عشق و محبت کے انداز مختلف ہوتے ہیں کبھی عاشق آگے بڑھتا ہے۔ اور سر محبوب کے قدموں میں رکھ دیتا ہے۔

جان تم پر نثار کرتا ہوں ✽ میں نہیں جانتا دعا کیا ہے

جیسا کہ زیاد بن سکن نے احد کے دن کہا اور کبھی عاشق محبوب سے لپٹ کر اس کی بلائیں لیتا ہے جیسا کہ ابوالہیثم بن تیہان انصاری نے کہا جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم اچانک اس کے گھر تشریف لے گئے۔ اور کبھی اُبَی بن کعب کی طرح عاشق یہ کہتا ہے ؎

یاد تھیں جتنی دعائیں صرف درباں ہوگئیں

مسیح پاک کے درخت وجود کی سرسبز شاخو!

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق نے ہمیں بتلایا آپ فرماتے ہیں:

"اس مقام پر مجھ کو یاد آیا کہ ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہوگیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں۔ اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمدؐ کی طرف بھیجے تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۵۰۲ ماخوذ از تذکرہ ص۷۷)

پس اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام کے غلامو! اپنے آقا کے آقا پر اس طرح درود بھیجو کہ تمہارے گھر اور تمہارے گلی کوچے اور تمہارے دل و دماغ درود کی خوشبو سے مہک جائیں اور اس درد اور اخلاص سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجو کہ فرشتے آپ کے صلوٰۃ و سلام اس آقا کے مدنی کے حضور پیش کر کے کہیں لے مسیح دملائک دنیا کی نظروں میں حقیر ان کے دھتکارے ہوئے لیکن تیرے در سے چمٹے ہوئے نہ صرف آپ پر اور آپ کے مشن پر جانیں نچھاور کرتے تھے بلکہ وہ اس درد اور خلوص سے آپ پر درود بھیجتے تھے کہ ان کے دل آپ کے ذکر سے معطر تھے۔ ان کی آنکھیں نمناک تھیں۔ (اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب میں نے یہ فقرات لکھے میری آنکھوں سے آنسو رواں تھے) اور وہ یہ کہتے تھے۔

اللھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد وبارك وسلم انك حمید مجید
اللھم صل علیہ بعدد ھمّہ وحزنہ لھٰذہ الامۃ وانزل علیہ انوار
رحمتك الی الابد۔

انصار اللہ کا بیسواں سالانہ اجتماع

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا بیسواں سالانہ اجتماع مورخہ ۲۹-۳۰-۳۱ اخاء/اکتوبر بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے تمام مجالس کو چاہیئے کہ اس اجتماع میں زیادہ سے زیادہ انصار کو بھجوائیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے کہ ہر مجلس کی طرف سے کم از کم ایک نمائندہ اس اجتماع میں شریک ہو۔ مجالس اس کی پابندی فرمائیں۔ ناظمین اعلےٰ وناظمین اضلاع از راہ کرم اس امر کی نگرانی فرمادیں کہ ان کے علاقہ/ضلع کی ہر مجلس سے کم از کم ایک نمائندہ ضرور شریک ہو۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دشمنوں سے سلوک

(مکرم چوہدری محمد منور صاحب سابق مبلغ مشرقی افریقہ حال ربوہ)

ہمارے سید و مولیٰ سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اس یقین پر علیٰ وجہ البصیرت قائم تھے کہ آپ خدا تعالےٰ کے سچے نبی ہیں۔ اس لئے آپ کو اللہ تعالےٰ کی نصرت و تائید کے حاصل رہنے اور اپنے تمام مقاصد میں کامیاب ہونے کے بارے میں ایک ذرہ بھی شک نہیں تھا اور یہ طبعی بات ہے کہ جس شخص کو ایمان باللہ اور توکل علی اللہ کا یہ یقینی مرتبہ حاصل ہو جائے اس کا اپنے دشمنوں سے سلوک بالکل اور نوعیت کا ہوتا ہے پھر ہمارے محبوب آقا صلے اللہ علیہ وسلم تو مجسم رحمت اور مصفّیٰ نور تھے۔ اور آپ کی مقدس ذات کو اس لئے مبعوث کیا گیا تھا کہ تا آپ ساری دنیا کے لئے بے مثال نمونہ بنیں۔ اس لئے آپ کی شان بالکل نرالی اور نہایت ارفع ہے آپ نے جان نثار صحابہؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کرتے تھے کہ محبت اور عداوت ذاتی نہ ہو۔ بلکہ خدا کی خاطر ہو یعنی اگر کسی سے محبت کرو تو اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے اس سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اگر کسی سے نفرت یا عداوت ہو تو صرف اس لئے کہ یہ شخص خدا تعالےٰ اس کے رسول اور اس کے دین کا مخالف ہے۔ اس محبت و عداوت کے لئے بھی حدود مقرر کی گئیں جن سے تجاوز کسی طور پر پسندیدہ نہ تھا۔

حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سارے لوگوں کی ہدایت کے لئے کوشش کرتے رہے۔ دشمنوں کے دلوں کو بھی محبت و احسان سے حق کی طرف مائل کرنا آپ کا شیوہ تھا۔ نہ آپ نے ظلم کا جواب ظلم سے دیا۔ نہ ہی دشمن کی زیادتیوں پر انتقام لیا۔ ہر لمحہ آپ کے سامنے یہ مدعا تھا کہ کسی طرح لوگ بُرے عقائد اور گندے اعمال سے توبہ کر کے نیکی کی طرف لوٹ آئیں۔ یہی مقصد سامنے رکھ کر آپ مکہ کی گلیوں میں گھومتے اور بت پرست اور مشرک قوم کو خدائے واحد کی طرف بلاتے۔ جب ان کی طرف سے سختی اور ایذا رسانی ہوتی تو آپ اسے خاموشی سے برداشت کرتے۔ اور اپنی مخلصانہ دعوت جاری رکھتے۔ یہی مقصد آپ کو طائف لے گیا۔ وہاں کے لوگوں نے بھی مکہ والوں کی طرح دکھ دیا۔ اور آپ کو زخمی اور لہو لہان کیا۔ لیکن آپ نے اس دکھ پر بھی صبر کیا۔ اور ان کے لئے خیر اور بھلائی کی دعا فرمائی۔ مسلسل تیرہ سال تک ہمارے دل و جان سے پیارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں کے ہاتھوں تکالیف اٹھائیں۔ دکھ سہے ماریں کھائیں۔ مگر نہ سختی کی اور نہ ان سے ہمدردی میں کمی آئی۔ یہاں تک کہ اپنے گھر بار اور اپنی پیاری بستی مکہ کو بھی درد بھرے دل سے الوداع کہا۔

اور رات کی تاریکی میں غریب الوطنی اختیار کر لی۔

جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی معیت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم غارِ ثور سے نکل کر مدینہ کی طرف جا رہے تھے تو ایک بدو سراقہ کی نظر آپؐ پر پڑی اور اس نے سمجھ لیا کہ آپؐ ہی کے متعلق یہ اعلان کیا گیا تھا کہ جو آپؐ کو گرفتار کر کے قریش مکہ کے حوالے کر دے اسے سو اونٹ بطور انعام ملیں گے۔ اس نے گھوڑا دوڑایا اور قریب جانے کی کوشش کی۔ لیکن اس کے گھوڑے نے ناخن لیا اور سراقہ زمین پر آرہا۔ دوبارہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھا مگر اس کا گھوڑا ریت میں دھنس گیا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ خالق کائنات خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرما رہا ہے۔ تو اس نے معافی کی درخواست کی اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف فرما دیا۔ نہ صرف معاف فرمایا۔ بلکہ اسے خوشخبری دی کہ کسریٰ شاہ ایران کے کنگن اس کے ہاتھوں میں پہنائے جائیں گے۔ گویا اپنے جانی دشمن کو پناہ دی اور غیر معمولی رنگ میں اسکی عزت افزائی فرمائی۔

ایک دفعہ آپؐ درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے اور تلوار درخت سے لٹکی ہوئی تھی۔ جب پاؤں کی آہٹ سے آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک بدو تلوار لے کر حملہ کرنے پر آمادہ ہے۔ اس نے آپؐ سے دریافت کیا کہ کون آپؐ کو اس کے ہاتھ سے بچا سکتا ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو جو یقین اور توکل اللہ تعالےٰ پر تھا اس کی وجہ سے بارعب، اور پُر شوکت آواز میں جواب دیا کہ اللہ۔ اس آواز کی ہیبت سے اس بدو پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اطمینان سے تلوار اٹھائی اور اسے ہوا میں بلند کر کے پوچھا۔ اب تمہیں کون بچا سکتا ہے۔ اس نے عاجزی اور منت سماجت سے معافی مانگی۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف فرما دیا۔

جنگ حنین میں ایک مشرک شیبہ نامی کفار کے لشکر کے ساتھ آیا۔ اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ جس طرح بھی بن پڑا۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے دم لے گا۔ جب تلوار لے کر بالکل قریب پہنچا۔ تو ہیبت طاری ہو گئی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ لیا۔ اور اپنے پاس بلا کر اس کے سینہ پر اپنا مبارک اور مقدس ہاتھ پھیرا اور دعا کی کہ اے اللہ اس کے دل سے سارے شیطانی خیالات نکال دے۔ شیبہ کہتے ہیں کہ اس سے انہیں عجیب سکون حاصل ہوا۔ اور فوراً مسلمان ہو گئے۔ پھر میدان جنگ ہی میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اب اسلام کے دشمنوں سے لڑائی کرو۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے دل میں جہاد کا اس قدر جوش پیدا ہو گیا۔ کہ اگر میرا باپ بھی میرے سامنے آتا تو میں اسے قتل کر دیتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کتاب الادب میں ہے۔ جس میں آپؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ اور نہ ہی اپنے ہاتھ سے کسی پر حملہ آور ہوئے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ جنگ بدر میں جب مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت مشرکین مکہ کے لشکر کے سامنے صف آرا ہوئی تو آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی دشمن پر بھی تلوار سے حملہ نہ کیا۔ پہلے تو نہایت کرب انگیز اور دل ہلا دینے والے الفاظ میں بڑی عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں مسلمانوں کی سلامتی کی دعا مانگی اور پھر ریت اور کنکروں کی ایک مٹھی کفار کے لشکر کی طرف پھینکی۔ تلواروں، نیزوں اور بھالوں کے سامنے ریت اور کنکروں کی ایک مٹھی کیا حیثیت رکھتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اسی مٹھی میں کفار کے سارے لشکر کی ہلاکت کا سامان رکھ دیا تھا۔ مسلمانوں کو شاندار فتح حاصل ہوئی اور کفار مکہ کی ساری شان و شوکت خاک میں مل گئی۔

مدینہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے ساتھ معاہدات کئے تھے۔ مگر وہ ہمیشہ انکی خلاف ورزی کرتے رہے۔ بات بات پر مسلمانوں سے جھگڑا شروع کر دیتے۔ چپکے چپکے مسلمانوں کے دشمنوں سے ساز باز کر کے انہیں مدینہ پر حملہ آور ہونے کی تلقین کرتے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل کے منصوبے بناتے تھے۔ اگر انصاف کی رو سے فیصلہ کیا جاتا تو سارے یہودی قتل کئے جانے کے مستحق تھے لیکن رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے ان غداروں اور دھوکہ بازوں کو جلاوطنی کی سزا دی اور ان کی جان بخشی فرمائی۔ پھر فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جس بے نظیر عفو و کرم کا مظاہرہ فرمایا۔ وہ ساری دنیا میں اب تک بے مثال ہے۔ اور قیامت تک کوئی بادشاہ یا فاتح اس کی مثال پیش نہیں کر سکے گا۔ جانی دشمنوں سے فیاضی اور حسن سلوک کا معاملہ نہ صرف فتح مکہ کے وقت مشرکین کے لئے حیرت انگیز اور قابل تعریف تھا۔ جس کے سبب وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ بلکہ بعد میں آنے والے دشمنان اسلام بھی اس کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکے۔

سر ولیم میور اپنی کتاب لائف آف محمدؐ ص۷۹ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اپنے دشمنوں سے فیاضانہ سلوک کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

> حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے ماضی کے سارے مظالم بھلا دیئے۔ اور انہوں نے جس قدر دکھ دیئے تھے ان سب سے چشم پوشی فرماتے ہوئے سوائے چند شریر آدمیوں کے سب کو معاف فرما دیا۔ بلکہ ان سے احسان اور ہمدردی کا سلوک فرمایا۔

پھر وہ لکھتے ہیں کہ

> رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول سے اور مدینہ کے دوسرے معاندین سے جو ہمیشہ اسلام کی اشاعت میں روڑے اٹکاتے اور مسلمانوں کے خلاف فضا مکدر کرتے رہتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نرمی کا معاملہ فرمایا اور دوسرے قبائل بھی جو ہمیشہ مخالفت پر کمر بستہ رہتے تھے۔ جب عفو و درگزر کے طالب ہوئے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے قدرت و طاقت کے باوجود ان کو معاف کر دیا۔

جنگ حنین کے دوران بنو ہوازن نے اسلامی لشکر کا بے جگری سے مقابلہ کیا تھا اور مسلمانوں کو شکست

دینے میں کوئی کمی نہ کی تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حالات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت شجاعت اور حکمت عملی کے نتیجہ میں صحابہؓ کو فتح عطا فرمائی اور کفار کا بکثرت قیدی بنالیا گیا۔ لیکن جب بنو ہوازن کا وفد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں معافی کی فریاد کرنے پہنچا۔ تو آپؐ نے اسی وقت اعلان فرما دیا کہ میرے اور بنو عبد المطلب کے جس قدر قیدی ہیں، انہیں میں آزاد کرتا ہوں۔ جب صحابہؓ کو آپؐ کے اس اعلان کا علم ہوا تو انہوں نے بھی آپؐ کی اقتدا میں اپنے قیدی چھوڑ دینے پر رضامندی ظاہر کی۔ اور بنو ہوازن کے چھ ہزار قیدی رہا کر دیئے گئے۔

ان سب حالات و واقعات سے ثابت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے نوع انسانی کے قلوب فتح کرنے کے سوا اور کوئی مقصد نہیں تھا۔ نہ ملک گیری آپ کا نصب العین تھا۔ اور نہ ہی مال و دولت جمع کرنا آپؐ کے مدنظر تھا۔ آپؐ کا مقصد وحید لوگوں کو توحید و رسالت کی طرف لانا تھا۔ اور اس کے لئے آپؐ نے عفو و درگذر، صبر و استقامت اور دعاؤں اور اعلیٰ اخلاق سے کام لیا۔ اپنے ماننے والوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی عظمت و کبریائی راسخ فرمائی۔ اور انہیں خدا تعالیٰ کے احکام کے سامنے ایسا مطیع و منقاد بنا دیا کہ انہوں نے ضرورت کے وقت اپنی جانیں اور اپنے اموال حق کی اشاعت اور توحید کے قیام کے لئے بے دریغ قربان کر دیئے۔ اس سارے روحانی انقلاب میں آپؐ کا ذاتی نمونہ بنیادی حیثیت رکھتا ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ نہایت ہی پاکیزہ عادت تھی کہ جو کچھ زبانی ارشاد فرماتے اسے اپنے عمل کے سانچے میں ڈھال کر نمونہ کے طور پر پیش فرماتے۔ دشمن کے مقابل پر آپؐ نے کمزوری دکھائی نہ اصولوں پر کبھی سودا بازی کی نہ کسی دشمن سے معاہدہ کر کے غداری کی۔ نہ ہی جھوٹے پروپیگنڈے اور غلط خبروں کی اشاعت میں حصہ لیا۔

بیسویں صدی کی مہذب کہلانے والی قومیں اپنے دشمن کو شکست دینے کے لئے ہر قسم کے ظلم، خیانت غداری اور بے رحمی کو جائز سمجھتی ہیں۔ لیکن روحانی بادشاہت کے شہنشاہ حضرت محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان تمام باتوں سے کلی طور پر اجتناب فرمایا اور اسی حق پرستی نیک نیتی اور مخلوق خدا کی ہمدردی و غمخواری کے جذبات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس مختصر دنیوی زندگی میں ہی اپنے سارے دشمنوں کے مقابل پر فتح عظیم بخشی۔ بہت سے جانی دشمن خود اسلام کی نعمت سے سرفراز ہو گئے۔ اور بہت سوں کی اولادوں کو اسلام کے لئے جاں نثاری کی توفیق ملی۔

بعض لوگوں نے جہالت یا عداوت کی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف جبر و استبداد منسوب کیا ہے۔ جھوٹے واقعات ایجاد کرنا، صحیح واقعات کو غلط رنگ میں پیش کرنا یا ان سے غلط نتائج اخذ کرنا دشمنان حق کا شیوہ رہا ہے۔ لیکن مستند تاریخ ان خیالات کو رد کرتی ہے اور ان نتائج کو غلط ثابت

کرتی ہے۔ بہت سے غیر مسلم اور عیسائی مستشرقین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تقدس اور پاکیزگی کے قائل ہوتے جارہے ہیں۔ پھر جو روحانی انقلاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں برپا ہوا اور جس طرح عرب کے وحشیوں اور بادیہ نشینوں کی چشم زدن میں کایا پلٹ ہوئی اس سے بھی جبر و اکراہ کے الزامات کی تردید ہو جاتی ہے۔ اور سچ بھی یہی ہے کہ دنیا میں اب تک نہ ایسی تلوار ایجاد ہوئی ہے نہ آئندہ ہوگی جس سے دلوں کو شرک و کفر کے خیالات سے پاک کر کے ان میں ہدایت کا نور داخل کیا جا سکے۔ اور نفرت کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر اس کی بجائے محبت کے جذبات پیدا کئے جاسکیں۔ بے شک کچھ لوگ الٰہی جماعتوں کے بارے میں شروع شروع میں کئی قسم کے شکوک و شبہات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جوں جوں صداقت اپنے آپ کو منکشف کرتی ہے۔ اور خدا کے بندوں کا خلوص اور دنیا سے بے رغبتی عیاں ہو کر سامنے آتی ہے۔ تو شکوک و شبہات کے بادل خود بخود چھٹ جاتے ہیں اور صداقت کا آفتاب پورے آب و تاب سے ہر چشم بینا کے سامنے آجاتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے نسلِ انسانی کو بتایا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ اسے ہرگز اپنا دوست نہ سمجھو۔ ہمارے سید و مولےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی صرف شیطان کو اپنا دشمن سمجھا اور کسی انسان کو اپنی محبت و احسان کی دولت سے محروم نہ فرمایا۔ اور جب لوگوں کو اس بات کا یقین ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بنی نوع سے انتہائی محبت کرنے والے اور ان کی ہمدردی میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کے درپے ہیں تو انہوں نے بھی آپؐ سے ایسی محبت کی۔ جو کبھی کسی انسان نے دوسرے انسان سے نہیں کی تھی۔

وقت کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ ہم قرآن مجید کا بیج اپنے دلوں کی زمین میں بوئیں۔ پھر سیرت محمدی کے صاف شفاف اور زندگی بخش پانی سے اس کی آبیاری کریں اور دعاؤں کی باڑ لگا کر اس کھیتی کو ہر شریر اور مفسد سے محفوظ کر دیں۔ اعلیٰ اخلاق و کردار کے شیریں پھل لوگوں کے سامنے پیش کریں اور صبر و استقامت کا بہترین نمونہ دکھاتے ہوئے قرونِ اولےٰ کی یاد ایک بار پھر تازہ کر دیں۔ خدا کرے کہ ہم وقت کی آواز کو سنیں۔ اور سیرتِ محمدی کے تمام پہلوؤں کو اپناتے ہوئے دنیا پر ثابت کر دیں کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم آج بھی زندہ ہیں اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت و شفقت کا سمندر دوست و دشمن سب کے لئے یکساں طور پر موجزن ہے۔

اللّٰھُمَّ صلِّ وسلِّم وبارِك علیٰ محمدٍ وّاٰلِ محمدٍ

حمد باری تعالیٰ

اور جو کچھ بھی ہے کہانی ہے

(جناب ثاقب زیروی مدیر ہفت روزہ لاہور)

تا ابد تیری حکمرانی ہے
اک تری ذات غیر فانی ہے

تو ہی تنہا ہے تو ہی یکتا ہے
کون دنیا میں تیرا ثانی ہے

تو حقیقت ہے دونوں عالم میں
اور جو کچھ بھی ہے کہانی ہے

تو ہے خالق مہ و ستارہ کا
نور بھی تیرا ایجادِ ذاتی ہے

ہم جو ہیں آج بے طرح غمگیں
مہربانوں کی مہربانی ہے

تیرے ایما سے شعلے پھول بنے
لطف سے تیرے آگ پانی ہے

دیکھ بازارِ زندگی میں ابھی
نیکیوں کی بہت گرانی ہے

تذکرہ تیرا اور تری باتیں
گلفشانی سی گلفشانی ہے

تو ہواؤں میں سانس لیتا ہے
پانیوں میں تری روانی ہے

اک نیا پن ہے ہر زمانے میں
گو یہ دنیا بہت پرانی ہے

پھول پت جھڑ میں بھی کھلے اکثر
کیا عجب تیری باغبانی ہے

لامکاں تو ہے اور لامحدود
بے نشانی تری نشانی ہے

تذکرہ تیرا اور لبِ ثاقب
زندگی کس قدر سہانی ہے

الاحکام تحت ظلال القرآن

(محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب فاضل مفتی سلسلہ احمدیہ)

نکاح اور اس کے صحیح ہونے کی شرائط

سوال :۔ نکاح کی شرائط اور اس کا مسنون طریق کیا ہے ؟

جواب :۔ نکاح ایک قانونی اور شرعی اصطلاح ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ مرد اور عورت باہمی رضامندی سے ایجاب و قبول کریں یعنی اس امر کا اظہار کریں کہ وہ آئندہ بطور میاں بیوی رہیں گے۔ اس ایجاب و قبول کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں :۔

۱۔ لڑکا اور لڑکی ہم کفو ہوں۔ مذہب کے لحاظ سے دینداری اور تعلیم و تمدن کے لحاظ سے ہم پلہ ہوں

۲۔ لڑکا اور لڑکی اگر بالغ ہیں تو ان کی ذاتی رضامندی حاصل ہو۔ اور اگر بالغ نہیں تو ان کے ولی رضامند ہوں۔

۳۔ لڑکی بالغ ہو تب بھی صحت نکاح کے لئے ضروری ہے اس کا ولی بھی اس نکاح پر رضامند ہو۔

۴۔ رضامندی کے اظہار و اعلان نکاح کے وقت دو گواہ موجود ہوں۔

۵۔ نکاح خفیہ نہ ہو بلکہ اس کا پبلک اظہار ہو۔ نکاح کے وقت یا نکاح کے بعد رخصتانہ کی تقریب اور دعوت ولیمہ بھی پبلک اعلان اور اظہار عام کی ایک شکل ہے

۶۔ رضامندی یعنی ایجاب و قبول کا اعلان لڑکا اور لڑکی بذات خود بھی کر سکتے ہیں۔ اور اپنے وکیلوں (نمائندوں) کے ذریعہ بھی کروا سکتے ہیں۔ نکاح خواں بھی اعلان نکاح کے لئے ایک طرح کا نمائندہ ہوتا ہے۔

۷۔ اعلان نکاح سے پہلے باہمی بات چیت سے مہر کی رقم اور دوسری جملہ شرائط پوری وضاحت کے ساتھ طے کر لی جائیں۔ نیز شکل و صورت اور اخلاق و عادات کے بارے میں پوری تسلی کر لی جائے۔ ہر معاملہ میں قول سدید پیش نظر رہے۔

۸۔ اعلان نکاح کا مسنون طریق یہ ہے کہ مسجد یا کسی مناسب جگہ عام لوگوں کی موجودگی میں نکاح پڑھنے والا بزرگ پہلے خطبہ مسنونہ پڑھے۔ اس کے بعد پہلے لڑکی کے وکیل سے پوچھے۔ کیا آپ کو بطور وکیل فلاں بنت فلاں کا نکاح اتنے ہزار روپیہ مہر پر فلاں ابن فلاں سے منظور ہے۔ لڑکی کا وکیل کھڑے ہو کر کہے "جی منظور ہے"۔ اس کے بعد لڑکے کو مخاطب کر کے کہے۔ کیا آپ کو اپنا نکاح فلاں بنت فلاں سے اتنے ہزار روپیہ مہر پر منظور ہے۔

لڑکا کھڑے ہو کر جواب دے "جی منظور ہے"۔ اس کے بعد نکاح پڑھنے والا دعا کرائے اور پھر چھوہارے تقسیم ہوں اور حاضرین مبارکباد دیں۔

نکاح کا مسنون طریق

سوال۔ یورپ میں شادی کے لئے کورٹ شپ کا رواج ہے۔ سوئٹزرلینڈ میں قانون ہے کہ پہلے سول قانون کے ماتحت سول رجسٹرار کے پاس شادی ہو اس کے بعد گرجا گھر یا مسجد میں۔ ان لوگوں کا جو اپنا نکاح رجسٹر کرانے کے فوراً بعد مسجد میں نکاح کے لئے آتے ہیں ان کا نکاح تو پڑھ دیا جاتا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو کافی عرصہ بعد نکاح پڑھانے کے لئے آتے ہیں۔ ان کے بارہ میں شرعی حکم کیا ہے؟

جواب۔ نکاح پڑھنے کے بارہ میں دو پہلو قابل غور ہیں۔

اوّل۔ نکاح کی صحت کا شرعی اور قانونی پہلو کیا ہے۔

دوم۔ نکاح کی صحت کا معروف معاشرتی پہلو کیا ہے۔

جہاں تک پہلی شق کا تعلق ہے۔ شرعی پوزیشن یہ ہے کہ بالغ لڑکی اور بالغ لڑکا (جماعت احمدیہ کے نزدیک ولی کی رضامندی سے) جب دو گواہوں کے سامنے، بر سر عام یا کسی مجاز حاکم کے سامنے اپنے میاں بیوی ہونے کا اعلان کر دیں۔ خود یا اپنے کسی نمائندہ وکیل کے ذریعہ تو شرعاً یہ نکاح صحیح ہو جائے گا اور اس اعلان کے بعد ان کو ازدواجی تعلقات قائم کرنے کی اجازت ہو گی۔ جگہ یا اعلان کرنے والے کی کوئی خصوصیت نہیں۔ گھر ہو یا عدالت، مسجد ہو یا کلب، کسی جگہ یہ اعلان ہو سکتا ہے۔ وہ خود بھی یہ اعلان کر سکتے ہیں اور اپنے کسی وکیل کے ذریعہ بھی یہ اعلان کروا سکتے ہیں۔ وکیل، کوئی عالم ہو یا جاہل، مسلم ہو یا غیر مسلم۔ بہرحال قانونی اور شرعی تقاضا کو پورا کر سکنے کے لئے کافی ہو گی۔ صحت نکاح اور ازدواجی تعلقات کے لئے اتنا کافی ہے اور اس لحاظ سے انہیں اپنے نکاح کی صحت کے لئے کسی مزید کارروائی کی ضرورت نہیں۔

۲۔ نکاح کا دوسرا پہلو معاشرہ کے معروف طریق کی پابندی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ولی کی اجازت کے ساتھ کسی مناسب جگہ مثلاً مسجد وغیرہ میں کسی عالم یا بزرگ سے اپنا نکاح کا اعلان کروایا جائے۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک برکت اور حسن معاشرت سے تعلق رکھنے والی بہترین صورت ہے۔ اور اس طرح مسلمانوں میں اس طریق کی اہمیت مسلمہ ہے۔ جو مسلمان اپنا نکاح رجسٹر کرانے کے بعد جلد از جلد مسجد میں اپنے نکاح کی شرعی توثیق و تثبیت کے لئے آئیں۔ ان کا نکاح معروف طریق کے مطابق پڑھا دیا جائے۔ تا کہ ان کے اس اقدام کی حوصلہ افزائی ہو۔ نیز جو مسلمان نکاح رجسٹر کرانے کے کافی عرصہ بعد آئیں ان کو یہ سمجھا دینا چاہئے کہ بہتر طریق یہ تھا کہ وہ نکاح رجسٹر کرانے کے فوراً بعد آتے اور اس برکت سے بھی جلد حصہ پاتے۔

ہوسکتا ہے کہ دوسرے مذاہب مثلاً عیسائیت یا ہندومت میں ایک گرجا یا مندر میں کسی پادری یا پنڈت سے نکاح کا اعلان کروانا صحت نکاح کے لئے ضروری ہو لیکن صحت نکاح اور ازدواجی تعلقات کے جواز کے لئے اسلام میں کسی ایسے تکلف کی پابندی ضروری نہیں کیونکہ اسلام کے نزدیک نکاح مرد اور عورت کا ایک ذاتی معاہدہ ہے گو اسے ایک طرح کا مذہبی تقدس بھی حاصل ہے۔ اور وہ یہ کہ اس معاہدہ کو بلاوجہ توڑ دینا اور اس کی حرمت کا پاس نہ کرنا سخت قابل مذمت ہے۔

یہ نوٹ جب اغراض استصواب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کیا گیا تو حضور نے امام مسجد لنڈن محترم بشیر احمد خان صاحب رفیق سے رپورٹ طلب فرمائی۔ امام رفیق کی رپورٹ اور اس پر حضور کا ارشاد درج ذیل ہے

رپورٹ :- یورپ میں قانون ہے کہ پہلے نکاح رجسٹر ہو اس کے بعد مسجد میں اعلان ہو۔ اگرچہ دو تین ماہ بعد مسجد میں اعلان کے لئے آنا مستحسن تو نہیں لیکن اگر اس کی ممانعت کر دی گئی تو آہستہ آہستہ یہ خدشہ پیدا ہوسکتا ہے۔ کہ لوگ سول میرج کو ہی کافی سمجھنے لگ جائیں۔

مسجد میں اعلان کروانے کے لئے جو لوگ آتے ہیں۔ خواہ وہ دو تین ماہ بعد ہی آئیں۔ ان کے دلوں میں شریعت کے طریق کا احترام ہوتا ہے تبھی تو وہ مسجد آتے ہیں اور اعلان پر اصرار کرتے ہیں۔ مزید یہاں ایسی بھی صورتیں موجود ہیں۔ جبکہ فوری طور پر نکاح کا اعلان ممکن نہیں ہوتا۔ یورپ کے اکثر ممالک میں جہاں مساجد نہیں وہاں کے مسلمان شادی کرتے ہیں۔ وہ سول میرج کے بعد جب بھی ان کو کسی ایسے ملک میں جانے کا موقعہ ملتا ہے جہاں مسجد ہو تو وہ اسلامی طریق پر اعلان نکاح کے خواہشمند ہوتے ہیں۔

اس پر حضور نے فرمایا :-

"فریقین کی درخواست پر اس قسم کے نکاحوں کا اعلان کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔ البتہ اس بات کی تلقین کرتے رہنا چاہیئے کہ رجسٹریشن اور مسجد میں نکاح آگے پیچھے ہو جائیں۔"

حضرت اقدسؑ نے اس خبر پر کہ آپ کے وارنٹ گرفتاری جاری کئے جا رہے ہیں مسکرا کر فرمایا

"میر صاحب! لوگ دنیا کی خوشیوں میں چاندی سونے کے کنگن پہنا ہی کرتے ہیں ہم سمجھ لیں گے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں لوہے کے کنگن پہن لئے۔"

(ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۳۰۵)

تعمیر گیسٹ ہاؤس انصار اللہ میں چندہ دینے والے احباب

(قسط نمبر ۴)

مندرجہ ذیل احباب نے ۳۰۰ یا ۳۰۰ سے زائد روپے تعمیر گیسٹ ہاؤس انصار اللہ میں ادا کئے ہیں جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان احباب کے اسماء گرامی گیسٹ ہاؤس کی عمارت پر مناسب جگہ پر سنگ مرمر کی یادگار تختی پر کندہ کرائے جائیں گے۔ اگر کسی دوست کا اسم گرامی شائع ہونے سے رہ گیا ہو تو وہ براہ کرم مجلس انصار اللہ مرکزیہ کو مطلع فرمائیں۔ جو دوست اس کار خیر میں ابھی تک حصہ نہیں لے سکے اور اب اس بات کے متمنی ہوں کہ وہ حصہ لیں ان کے لئے موقعہ ہے ان کے اسماء بھی ساتھ کندہ کروائے جا سکیں گے۔ انشاء اللہ

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

۱۔ مکرم چوہدری محمد شریف صاحب آف زمبیا	۳۰۰ روپے
۲۔ مکرمہ احمدہ بیگم ناصرہ بیگم چوہدری محمد شریف صاحب آف زمبیا	۳۰۰ "
۳۔ مکرم ماسٹر عبدالستار صاحب للیانی چک ۹۷ پنیار ضلع سرگودہا	۳۰۱ "
۴۔ " قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی دارالصدر شمالی ربوہ	۳۰۰ "
۵۔ " میجر چوہدری حمید احمد صاحب کلیم دارالصدر شمالی ربوہ	۳۰۰ "
۶۔ " ماسٹر عطا محمد صاحب منجانب مولوی وزیرالدین صاحب مکیریاں ضلع ہوشیارپور	۳۰۰ "
۷۔ " چوہدری محمد حنیف صاحب آف شکار دارالرحمت غربی ربوہ	۳۰۰ "
۸۔ " چوہدری حاکم علی صاحب فیکٹری ایریا ربوہ	۳۰۰ "
۹۔ " سید قربان حسین شاہ صاحب دارالصدر شمالی ربوہ	۳۰۰ "
۱۰۔ " کیپٹن ڈاکٹر عطاالرحمٰن صاحب ساہیوال شہر	۳۰۰ "
۱۱۔ مکرمہ مسعودہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری نصیر احمد صاحب باجوہ چک ۵۸/۱۲ ایل ضلع ساہیوال	۳۰۰ "
۱۲۔ مکرم چوہدری عبدالرشید صاحب بسمل ایم اے منجانب چوہدری عبدالغفور صاحب دارالرحمت آف ادھیلہ	۳۰۰ "
۱۳۔ محترمہ نور صفیہ صاحبہ اہلیہ میاں مبارک علی صاحب لاہور	۳۰۰ "
۱۴۔ مکرم ڈاکٹر احسان الٰہی صاحب مرحوم لاہور	۳۰۰ "
۱۵۔ " حافظ عبدالکریم صاحب فضل "	۳۰۰ "
۱۶۔ " اے ایم رفاقت صاحب "	۳۰۰ "
۱۷۔ " حکیم محمد عبداللہ صاحب شالیمار "	۳۰۰ "

۱۸

سو فیصدی بجٹ ادا کرنیوالی مجالس انصار اللہ

(قسط نمبر ۲)

نمبر شمار	نام مجلس	ضلع
۱	کڑیانوالہ	گجرات
۲	برساخورد	"
۳	مونگ	"
۴	معین الدین پور	"
۵	نصیرا	"
۶	چک ۹ گوربخش پورہ	"
۷	گھوگھیاٹ	سرگودہا
۸	چک ۳۵ جنوبی	"
۹	چک ۱۱۸ جنوبی	"
۱۰	چک ۱۱۴ شمالی	"
۱۱	چک ۹۸ جنوبی	"
۱۲	ڈرگ روڈ	کراچی
۱۳	گدو	جیکب آباد
۱۴	اسلام آباد	راولپنڈی
۱۵	ڈھاکے	شیخوپورہ
۱۶	مسانگلہ ہل	"
۱۷	میانوالی شہر	میانوالی
۱۸	چک ۱۶۹ مراد	بہاولنگر
۱۹	۳۲۷/ہ ر	"
۲۰	۱۰۳/۹ ر	"
۲۱	شکارپور	سکھر
۲۲	پیر محل	لائلپور
۲۳	۲۱۶ ج ب سودھی	"
۲۴	۳۰ ج ب	"
۲۵	۶۹ ر ب گھسیٹ پورہ	"
۲۶	۲۴۴ گ ب تھٹھہ کالوکا	"
۲۷	میانی	سرگودہا
۲۸	۸۸ شمالی	"
۲۹	جنگا بنگیال	راولپنڈی
۳۰	دو المیال	جہلم
۳۱	کوٹلی ہرنرائن	سیالکوٹ
۳۲	بھروکے کلاں	"
۳۳	کوٹ کرم بخش	"
۳۴	سرائے عالمگیر	گجرات
۳۵	پنڈی بھاگو	سیالکوٹ
۳۶	وزیر آباد	گوجرانوالہ
۳۷	شورکوٹ کینٹ	جھنگ
۳۸	چک ۱۶۳	ملتان
۳۹	قبولہ	ساہیوال

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

پروگرام سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

منعقدہ ۲۹۔۳۰۔۳۱ اخاء/اکتوبر بابت سال ۱۳۵۵ ہش / ۱۹۷۶ء

۲۹ اخاء/اکتوبر ۱۳۵۵ ہش / ۱۹۷۶ء بروز جمعۃ المبارک

اجلاس اوّل بعد دوپہر

۳٫۳۰ تا ۳٫۴۰	تلاوت قرآن کریم	مکرم حافظ مسعود احمد صاحب سرگودہا
۳٫۴۰ تا	دعا، عہد و افتتاحی خطاب	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست کی جائیگی۔
۴۵ منٹ	تفریحی و ورزشی مقابلہ جات	

وقفہ برائے نماز مغرب و عشاء و طعام

اجلاس دوم

۷٫۳۰ تا ۷٫۴۰	تلاوت قرآن کریم	مکرم مولوی عبدالعزیز صاحب بھامبڑی
۷٫۴۰ تا ۷٫۵۰	نظم	" چوہدری شبیر احمد صاحب
۷٫۵۰ تا ۸٫۰۰	درس قرآن کریم	" مولانا ابو العطاء صاحب
۸٫۰۰ تا ۸٫۱۰	درس حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم	" چوہدری محمد شریف صاحب
۸٫۱۰ تا ۸٫۲۰	درس ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام	" پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب
۸٫۲۰ تا ۸٫۳۵	الٰہی سلسلے	" مولانا شیخ مبارک احمد صاحب
۸٫۳۵ تا ۸٫۵۰	ہمارے عقائد	مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب

شب بخیر

۳۰ اخاء/اکتوبر ۱۳۵۵ ہش / ۱۹۷۶ء بروز ہفتہ

۴٫۳۰ تا ۵٫۰۰	نماز تہجد	
۵٫۰۰ تا ۵٫۳۵	نماز فجر	
	اجلاس سوم	
۵٫۳۵ تا ۵٫۵۰	درس قرآن کریم	" مکرم مولوی سید احمد علی شاہ صاحب مربی سلسلہ

۵.۵۰ تا ۶-۵	درس حدیث النبی صلے اللہ علیہ وسلم	مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب
۶-۵ تا ۶-۲۰	درس ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام	" مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڑھی
۶-۲۰ تا ۷-۲۵	سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم	
۱۵ منٹ	بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں حضور کا اسوہ حسنہ	" مولانا ابو العطاء صاحب
۱۵ منٹ	لین دین کے بارے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ	" مولانا غلام باری صاحب سیف
۵ منٹ	نظم	" محمد احمد صاحب انور
۱۵ منٹ	آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بیویوں سے حسن سلوک	" مولانا شیخ مبارک احمد صاحب
۱۵ منٹ	آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غریب پروری	" مولانا عبد المالک خان صاحب
۷.۲۵ تا ۸.۴۰	ناشتہ وغیرہ	
	اجلاس چہارم	
۸.۴۵ تا ۸.۵۳	تلاوت قرآن کریم	" مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر
۸.۵۳ تا ۹.۰۰	نظم	" چوہدری بشیر احمد صاحب
۹.۰۰ تا ۹.۳۰	سیرت صحابہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم	
۱۵ منٹ	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	" مولوی حکیم خورشید احمد صاحب شاد
۱۵ منٹ	حضرت عبد الرحمٰن بن عوف	" مولانا نذیر احمد صاحب مبشر
۹.۳۰ تا ۱۰.۳۰	دعا، سالانہ رپورٹ کارگزاری	قائدین مرکزیہ
۱۰.۳۰ تا ۱۲.۳۰	مجلس شوریٰ	
۱۲.۳۰ تا ۳.۰۰	نماز ظہر و عصر و طعام	
	اجلاس پنجم	
۳.۰۰ تا ۳.۸	تلاوت قرآن کریم	مکرم قاری محمد عاشق صاحب
۳.۸ تا ۳.۱۵	نظم	" مولوی عبد العزیز صاحب بھامڑی
۳.۱۵ تا ۳.۳۰	درس قرآن کریم	" مولوی چراغ الدین صاحب
۳.۳۰ تا ۴.۰۰	سیرت صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام	
۱۵ منٹ	۱۔ حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ	" ملک محمد عبد اللہ صاحب

۵ منٹ	حضرت منشی عبد اللہ صاحب سنوری رضی	مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر
۴۰-۴ تا ۲۰-۴	علماء کا ایک بورڈ حاضرین جلسہ سے بعض سوالات کرے گا جو دوست جواب سے واقف ہوں گے۔ ان کو جواب دینے کا موقعہ دیا جائے گا۔ تسلی بخش جواب نہ ہونے کی صورت میں بورڈ کے ارکان وضاحت فرمائیں گے۔	بورڈ کے ارکان ۱۔ مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب ۲۔ ،، ،، صوفی بشارت الرحمٰن صاحب ۳۔ ،، مولوی عبد المالک خان صاحب
۴،۲۰ تا ۵-۵	(ا) اجلاس ناظمین اعلیٰ / ناظمین اضلاع و مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ ب۔ ورزشی مقابلہ جات ج۔ تقریری مقابلہ جات عنوانات:۔ ۱۔ خلافت سے وابستگی ۲۔ نماز باجماعت کی اہمیت ۳۔ پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کے سردار	منصفین:۔ ۱۔ مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف ۲۔ ،، ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب ۳۔ ،، شیخ عبد الوہاب صاحب اسلام آباد
	وقفہ برائے نماز مغرب و عشاء و طعام	
	اجلاس ششم	
۷،۳۰ تا ۷-۳۵	تلاوت قرآن کریم	مکرم حافظ بشیر الدین عبید اللہ صاحب
۷،۳۵ تا ۷-۴۵	نظم	،، قریشی عبد الرحمٰن صاحب سکھر
۷،۴۵ تا	خطاب	،، صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس

شب بخیر

۳۱ اخاء / اکتوبر ۱۳۵۵ہش ۱۹۷۶ء بروز اتوار

اجلاس ہفتم

۳،۴۰ تا ۵.۰۰ صبح	نماز تہجد	
۵.۰۰ تا ۵-۳۵	نماز فجر	
۵.۳۵ تا ۵.۵۰	درس قرآن کریم	مکرم مولوی محمد صادق صاحب

۵-۵۰ تا ۶-۰۵	درس حدیث النبی صلے اللہ علیہ وسلم	مکرم مولوی محمد احمد صاحب جلیل
۶-۰۵ تا ۶-۲۰	،، ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام	،، پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب
۶-۲۰ تا ۶-۳۵	صد سالہ احمدیہ جوبلی (حضور کے ارشادات کی روشنی میں)	،، مسعود احمد خان صاحب دہلوی
۶-۳۵ تا ۶-۵۰	ابتلاؤں اور آزمائشوں میں مومنوں کا شیوہ	،، مرزا عبد الحق صاحب سرگودھا
۶-۵۰ تا ۷-۰۵	رسومات کے خلاف جہاد	،، مولانا غلام احمد صاحب فرخ
۷-۰۵ تا ۷-۳۵	ذکر حبیب علیہ السلام	انتظام بذمہ پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب
	وقفہ برائے ناشتہ	
	اجلاس ہشتم	
۸-۴۵ تا ۸-۵۲	تلاوت قرآن کریم	مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب
۸-۵۲ تا ۹-۰۰	نظم	،، مرزا ارشاد احمد صاحب فاروقی
۹-۰۰ تا ۹-۵۵	سوال و جواب (نوٹ سوالات افتاء، قضاء یا سیاسیات سے متعلق نہ ہوں گے)	جواب دہندہ: ۱۔ مکرم مولانا ابو العطاء صاحب ۲۔ ،، شیخ مبارک احمد صاحب ۳۔ ،، ملک سیف الرحمٰن صاحب
۹-۵۵ تا ۱۰-۱۰	خاتم النبیین کا مفہوم	مکرم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب
۱۰-۱۰ تا ۱۰-۲۵	آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بلند شان	،، مولانا ابو العطاء صاحب
۱۰-۲۵ تا ۱۰-۳۵	نظم	،، چوہدری شبیر احمد صاحب
۱۰-۳۵ تا ۱۱-۱۰	خطاب	،، صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس
۱۱-۱۰ تا ۱۱-۲۰	نظم	،، ثاقب زیروی صاحب
۱۱-۲۰ تا ۱۲	تقسیم انعامات و اسناد خوشنودی اختتامی خطاب بعدہٗ دعا	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی خدمت میں درخواست کی جائے گی۔

تمت بالخیر

قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ